رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴ بیادگار رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴

اعلیٰحضرت امیر الملت عظیم البرکت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

عالیجناب فیض مآب مولانا الحاج سراج الملت حضرت حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری دامت برکاتہم

انجمن خدام الصوفیہ کا واحد ترجمان

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

سالانہ چندہ پانچ روپے

ششماہی چندہ ۳ روپے

جلد ۵۲ شمارہ ۲

ماہ فروری سنہ ۱۹۵۹ء

مدیر اعزازی:
حضرت صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب
علی پوری دام فیضانہ

معاون تحریر
مولانا غلام رسول گوہر
حکیم اکمل صدیقی
سیالکوٹ

ترسیل زر کا پتہ
الحاج مولانا
حاجی مہر
عبدالحق منیجر
رسالہ انوار الصوفیہ
کچی مسجد
سیالکوٹ شہر

مسجد علی پور شریف

قواعد و ضوابط:۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ بزرگان دین کی سوانحمریاں پیش کرنا (۳) کتاب و سنت فقہ کی روشنی میں مسائل پیش کرنا۔ (۴) عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

ترتیب مضامین

معذرت:۔ بعض معزز احباب اور ناظرین رسالہ انوار الصوفیہ کے چند ماہ رسالہ کی اشاعت بند رہنے کی وجوہات دریافت فرمائی۔ ہم ان واقعات کو زیر اشاعت نہیں لانا چاہتے۔ مگر مختصراً عرض ہے کہ منیجر رسالہ اور سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ دونوں برائے زیارت حرمین الشریفین اور عتبہ بوسی اطہر مطہر روضہ سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام حجاز چلے گئے تھے۔ اور ہماری غیر حاضری میں وہ پریس (اعجاز آرٹ پریس) بند ہو گیا۔ بابت ماہ جولائی ۵۶ء کا رسالہ طبع نہ ہوسکا۔ واپس آنے پر جب پریس کی بندش کا علم ہوا۔ تو درخواست برائے تبدیلی چھاپہ خانہ دی گئی۔ مگر اس میں نا دانستہ ایک ماہ مزید وقت لگ گیا۔ پھر رسالہ قانوناً بغیر نئے ڈیکلریشن کے نہ کوئی پریس والا چھاپ سکتا تھا۔ نہ ہی اس کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ جب لاہور (دفتر سیکرٹیریٹ) سے منظوری آئی۔ تو نیا ڈیکلریشن بموجب اجازت اور قانون کے صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ پیش کیا۔ جنہوں نے کمال مہربانی فرما کر منظور کر کے رسالہ کی اشاعت کی اجازت عطا کرائی۔

روحانیت، تصوف اور اسلامی و اخلاقی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

معراج المؤمنین

(حضرت انصار الہ آبادی)

جب حسنِ نبی عرش پہ چمکا شبِ معراج
مُنہ تکنے لگی کثرتِ جلوہ شبِ معراج

تشنہ رہے کیوں؟ مسرتِ جلوہ شبِ معراج
موجوں میں ہے اک نور کا دریا شبِ معراج

جو ناز اُدھر ہے وہی انداز ادھر ہے
آئینے نے آئینے کو دیکھا شبِ معراج

شرما گئیں جلووں کی نگاہیں پسِ پردہ
دیکھا نہ گیا حسنِ نبی کا شبِ معراج

قوسین کا دل بن گئے دو نور سمٹ کر
واللہ عجب حسنِ طلب تھا شبِ معراج

سرکار کی معراج بیاں ہو نہیں سکتی
تھا زیرِ قدم عرشِ معلیٰ شبِ معراج

سر تا بقدم سورۂ واللیل کی تفسیر
کس دل کی ہے۔ بیتاب تمنا شبِ معراج

اے نورِ ازل آ مری آنکھوں میں سما جا
میں دیکھوں گا معراج کا جلوہ شبِ معراج

کس نے کسے دیکھا! یہ کسی کو نہیں معلوم
فرق اٹھ گیا محبوب محب کا شبِ معراج

جب سے مرے سرکار کو معراج ہوئی ہے۔
مومن کی ہر اک رات ہے گویا شبِ معراج

(۱) کیا کہیں شانِ خواجۂ عربی
ہم غلامانِ خواجۂ عربی

(۲) نہ ہوئی ہیں نہ ہو سکیں گی کبھی
نعت شایانِ خواجۂ عربی

(۳) دل تصدق ہی ہوتا جاتا ہے۔
گل و بستانِ خواجۂ عربی

(۴) عالمِ خاک و عالمِ افلاک
کاخ و ایوانِ خواجۂ عربی

(۵) پھرتی آنکھوں میں خاکِ پاکِ حجاز
دل میں ارمانِ خواجۂ عربی

(۶) دل نثارِ بہارِ طیبہ ہے۔
جان قربانِ خواجۂ عربی

(۱) تیرا جمال زینتِ گلزارِ دو جہاں
تیرا ظہور رحمتِ بازارِ دو جہاں

(۲) کہتے نہیں ہیں احمد مختار بے سبب
حق نے کیا ہے آپ کو مختارِ دو جہاں

(۳) اِک قدم زمین پر اور ایک عرش پر
کہتے ہیں اسلئے تمہیں سرکارِ دو جہاں

(۴) ارباب کو کسی کو تعجب ہے آج تک۔
ہو جائے اک یتیم خبردارِ دو جہاں

تاریخ ولادت طرب افزا

بتقریب ولادت باسعادت فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

(۱) چاند سا بیٹا رب نے دیا
وجہِ سرورِ نذر حسین
قادری اسکی ہے تاریخ
جلوۂ نور نذر حسین

(۲) لختِ دلِ حضرت نذر حسین
نخلِ تمنائے دل کا ثمر
نورِ دلِ حضرت خادم حسینؒ
فضلِ خدا سے یہ ہوا جلوہ گر

قبلۂ عالم کا یہ فیضان ہے۔
ان کی توجہ کا سراسر اثر
خرّم و مسرور ہے سب خاندان
سب کو مبارک ہو یہ رشکِ قمر
سالِ ولادت یہ لکھو قادری
"کیا ہی سرورِ دل و نورِ نظر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظم در شان رمضان شریف

مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر نقشبندی قصور شہر

خدا کی طرف سے ہاں مہمان آیا ۔۔۔ مہینوں کا سردار رمضان آیا
دیئے کھول جنت کے دروازے رب نے ۔۔۔ ہمارے لئے بن کے غفران آیا
شیاطین حرامی کے سارے محبوس ۔۔۔ گناہوں کی دنیا میں نقصان آیا
جہنم کے دروازے ہوئے سارے بند ۔۔۔ تزلزل میں شیطان کا ایوان آیا
کرو خیر اے خیر کے چاہنے والو ۔۔۔ حصولِ سعادت کا سامان آیا
خدا کہہ رہا ہے میری طرف آؤ ۔۔۔ بڑھو آگے بڑھنے کا میدان آیا
یہ رمضان وہ ہے مبارک مہینہ ۔۔۔ ہمارے لئے جس میں قرآن آیا
حیا کر۔ اے طالب بدی سے حیا کر ۔۔۔ اٹھا ہاتھ شر سے کہ رمضان آیا
مبارک اے صائم مبارک اے صائم ۔۔۔ بلندی پہ تیرا ہے ایمان آیا

مہینہ عبادت کا گوہر یہ سارا
خدا کا کرو شکر رمضان آیا۔

رمضان اور اس کے روزے:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ رمضان کا وہ مبارک مہینہ ہے جس میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے قرآن نازل کیا گیا۔ جس میں ہدایت کی واضح اور کھلی ہوئی باتیں ہیں۔ اور جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے رمضان کے مہینہ میں سارا قرآن شریف لوح محفوظ سے نقل کر کے بیت العزہ میں پہلے آسمان پر نازل فرمایا۔ رمضان کا مہینہ سارے مہینوں کا سردار ہے۔ حدیثوں میں اس کے اور اس کے روزوں کے بہت فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ میں یہاں چند حدیثوں کا صرف ترجمہ ہی لکھتا ہوں۔ اور وہ حدیثیں یہ ہیں۔

حدیث ۱:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان داخل ہو جائے۔ تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ متفق علیہ مشکوٰۃ

حدیث ۲:۔ سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں

سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس میں سوائے روزے داروں کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

حدیث: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایمان سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا۔ اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور جس شخص نے ایمان سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا۔ اس کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جس شخص نے ایمان سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا اس کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

حدیث: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن آدم (انسان) کا ہر نیک عمل کا ثواب اس سے دس گنا یا سات سو گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ اندازہ روزے کے سوا دوسرے اعمال کے ہے۔ اس لئے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ اس کی جزا میں دوں گا۔ روزہ دار میرے واسطے اپنی خواہشات کو اور اپنے کھانے کو چھوڑتا ہے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ (جملہ گناہوں کے واسطے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو پس وہ بیہودہ بات کرے۔ اور نہ ہی بے فائدہ چلائے۔ پس اگر کوئی شخص اس کو گالی دے۔ یا اس سے لڑائی کرے۔ تو صرف اتنا کہے کہ "میں روزہ دار ہوں" متفق علیہ (مشکوٰۃ)

حدیث: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے جو شخص اس سے محروم ہوا۔ اور ہر طرح کی خیر سے محروم رہا۔ اور جو ہر خیر سے محروم ہوتا ہے۔ وہی رمضان کی بھلائی اور اس کی سعادت سے محروم ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: سلمان فارسی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہم کو خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا با برکت والا مہینہ آیا ہے۔ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے کو فرض کیا ہے اور اس کی رات کا قیام نفل ہے۔ (یعنی فرض نہیں ہے) جو شخص اس مہینے میں نوافل میں سے کسی ایک نیکی سے بارگاہِ خداوندی کا قرب ڈھونڈے۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اس کے سوا کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کئے۔ اور جس شخص نے اس کے سوا کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے اس میں کوئی فرض ادا کیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کئے۔ اور وہ (رمضان) صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور سواسات (غمخواری) کا مہینہ ہے۔ اور وہ مہینہ ہے کہ اس میں ایمان دار کا رزق بڑھایا جاتا ہے جس شخص نے اس میں روزہ دار کا افطار کرایا۔ اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اور اس کی گردن آگ سے رہا کی جاتی ہے۔ اور اس کے واسطے اس کے برابر ثواب ہے۔ سوا اس کے کہ اس کے ثواب سے کوئی چیز کم کی جائے۔ ہم نے کہا "یا رسول اللہ! ہم سے ہر ایک شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی

دے دیتا ہے جو دودھ یا پانی کے گھونٹ پر یا ایک کھجور پر روزہ افطار کرائے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے
اللہ اس کو میرے حوض سے پلائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ کہ جس کا پہلا حصہ
رحمت اور درمیانی **مغفرت** اور آخری "**عاتق من النار**" یعنی (آگ سے آزاد ہونا) ہے۔

رمضان کے روزوں کی فرضیت: ۔ بعض علما مفسرین نے کہا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے
حکم سے سارے مسلمان بھی ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھتے تھے۔ اور محرم کی دسویں تاریخ کا بھی رکھتے تھے۔ پھر
مدینہ منورہ میں ہجرت کے دوسرے سال میں غزوہ بدر سے ایک مہینہ اور چند ایام پہلے رمضان کے روزے فرض کر دیئے
گئے۔ اور یہ آئت نازل ہوئی:۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ
لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ:۔ **ترجمہ:** اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض تھے۔ جو
تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم متقی بنو۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے۔ کہ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
مبارک عہد تک کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس پر اللہ نے روزے فرض نہ کئے ہوں۔ اور یہ اس واسطے کہ روزے والی
عبادت بڑی مشقت والی ہے۔ اور جب کوئی مشقت عام ہو جائے۔ تو اس کا اٹھانا بہت بڑی حد تک طبیعت پر
آسان ہو جاتا ہے۔

روزے کی غرض وغائت: ۔ روزہ فرض ہونے کی علت یہ ہے۔ کہ ہم متقی بن جائیں۔ یا متقین کے گروہ میں
داخل ہو جائیں۔ روزہ سے نفس امارہ کی حدت اور تیزی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور جو طاقتیں انسان کو معصیت پر ابھارتی ہیں۔
وہ کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے روزے دار کا میلان معصیت کی طرف بہت کم ہو جاتا ہے۔ اور اس کو طاعت وعبادت
کی عادت ہو جاتی ہے۔

نیت کا بیان: ۔ روزے کے واسطے نیت شرط ہے۔ نیت کے بغیر روزہ صحیح نہیں۔ اور نیت صرف دل کے ساتھ روزے
کا قصد کرنے کو کہتے ہیں۔ زبان سے نیت باندھنے کے الفاظ کا کہنا ضروری نہیں۔ اور اگر کہہ دیا تو کوئی مضائقہ بھی نہیں
رمضان شریف اور نذر معین اور سنت اور نفل روزوں کی نیت رات سے کرے۔ یا صبح کو آدھے دن سے پہلے پہلے تک جائز ہے
دن سے مراد شرعی دن ہے۔ جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا نام ہے۔ مثلاً اگر چار بجے صبح صادق ہو۔ اور چھ بجے آفتاب
غروب ہو۔ تو شرعی دن چودہ گھنٹہ کا ہوا۔ اور آدھا دن گیارہ بجے ہوا۔ تو گیارہ بجے سے پہلے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔

روزے کی حقیقت اور اس کی تعریف: ۔ روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے
پینے اور جماع سے رکنے کو کہتے ہیں۔ اور نیت روزے کی ایسے شخص کی معتبر ہے۔ جو روزہ رکھنے کا اہل ہو۔ اور روزہ رکھنے
کا اہل وہ شخص ہے۔ جو مسلمان اور عاقل اور بالغ ہو۔ اور اگر عورت ہو تو حیض ونفاس سے بھی پاک ہو۔ حیض ونفاس والی
عورت یا مجنون یا کافر اگر روزہ رکھیں۔ روزہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ روزہ رکھنے کے اہل نہیں ہیں۔ (کنز الدقائق)

روزے کے مستحبات: سحری کھانا۔ رات سے نیت کرنا سحری آخیر وقت میں کھانا بشرطیکہ صبح صادق سے پہلے یقیناً فارغ ہو جائے۔ افطار میں جلدی کرنا۔ جبکہ آفتاب کے غروب ہونے کا شبہ نہ رہے۔ غیبت۔ جھوٹ۔ گالی گلوچ وغیرہ بری باتوں سے بچنا چھوارے یا کھجور سے اور یہ نہ ہوں۔ تو پانی سے افطار کرنا۔ (تعلیم الاسلام)

یاد رکھیں: کہ روزے کے واسطے سحری کھانا سنت ہے۔ اور حدیثوں میں اس کا بہت ثواب بیان کیا گیا ہے۔ سحری کھانے سے روزے میں مدد ملتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے۔ اور وہ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم سحری کھاؤ۔ اس لئے کہ اس میں برکت ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا ہی فرق ہے۔

روزے کے مکروہات: یہ چیزیں روزے میں مکروہ ہیں۔ (۱) گوند چبانا یا (۲) اور کوئی چیز منہ میں ڈالے رکھنا ہاں جس عورت کا خاوند بدخلق اور سخت مزاج ہو۔ اسے زبان کی نوک سے سالن کا نمک چکھ لینا جائز ہے۔ اسی طرح عورت کے واسطے بچہ کے منہ میں کوئی چیز چبا کر ڈال دینی بھی جائز ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں قصداً چبائی ہوئی یا چکھی ہوئی چیز کا اثر نگلنا نہ چاہئے۔ بلکہ تھوک دینا چاہئے۔ (۳) استنجے میں زیادہ پاؤں پھیلا کر بیٹھنا (۴) کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا (۵) منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا۔ (۶) جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ گالی گلوچ دینا۔ (۷) بیقراری اور گھبراہٹ کا ظاہر کرنا۔ (۸) نہانے کی حاجت ہو تو غسل کو قصداً صبح صادق سے بعد مؤخر کرنا۔ (۹) کوئلہ چبا کر یا منجن سے دانت مانجھنا۔ جن چیزوں سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) سرمہ لگانا (۲) بدن پر تیل ملنا۔ سر میں تیل ڈالنا۔ (۳) ٹھنڈا ہونے کے واسطے نہانا۔ (۵) مسواک کرنا۔ (۶) خوشبو لگانا یا سونگھنا (۷) بھول کر کچھ کھا پی لینا (۸) خود بخود بلا قصد قے ہو جانا۔ (۹) اپنا تھوک نگلنا۔ (۱۰) مکھی یا دھوئیں کا بلا قصد حلق سے اتر جانا۔

روزے کے مفسدات: مفسدات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن سے قضا اور کفارہ دونو واجب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی۔ اور وہ حلق سے نیچے اتر گئی۔ (۲) روزہ یاد تھا۔ اور کلی وقت بلا قصد حلق میں پانی اتر گیا۔ (۳) قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا دی۔ (۴) قصداً منہ بھر قے کر ڈالی (۵) کنکری یا پتھر کا ٹکڑا یا گٹھلی یا مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا نگل لیا۔ (۶) دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا۔ جب کہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر منہ سے باہر نکال کر پھر نگل لیا تو چاہے چنے سے کم ہو۔ یا زیادہ روزہ ٹوٹ گیا۔ (۷) کان میں تیل ڈالا۔ (۸) ناس لیا (۹) دانتوں میں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لیا جبکہ خون تھوک پر غالب ہو۔ (۱۰) بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ پھر قصداً کھایا۔ پیا (۱۱) یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی۔

سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔ (۱۲) رمضان شریف کے سوا اور دنوں میں کوئی روزہ قصداً توڑ ڈالا (۱۳) ابر یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ روزہ افطار کر لیا۔ حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔ ان سب صورتوں میں صرف ان روزوں کی قضا رکھنی پڑے گی۔ جن میں ان باتوں میں سے کوئی بات پیش آئی ہے۔

اور جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزہ رکھ کر قصداً کوئی ایسی چیز کھا پی لی۔ جو غذا یا دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ (۲) قصداً صحبت کر لی (۳) فصد کھلوائی یا سرمہ لگایا اور پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ قصداً کھا پی لیا۔ تو ان صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ قضا کے روزے لگاتار اور درمیان میں فاصلہ کر کے دونوں طرح رکھنے جائز ہیں۔ اور کفارہ یہ ہے۔ کہ ایک غلام آزاد کرے۔ لیکن ہمارے ملک میں غلام نہیں ہے۔ اس لئے یہاں صرف دو صورتوں سے کفارہ دیا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے۔ دوسرے یہ کہ اگر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یا ساٹھ مسکینوں کو فی آدمی پونے ۲ دو سیر گیہوں یا ان کی قیمت یا قیمت کے برابر چاول۔ باجرہ۔ جوار دے دے۔

روزہ نہ رکھنے کی رخصت شرعی۔ اگر کوئی ایسا بیمار ہو۔ کہ اس کو روزہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہے۔ یا کوئی اتنے لمبے سفر میں ہے جس میں نماز کو قصر کرنے کا حکم ہے۔ یا دودھ پلانے والی یا حمل والی عورت کو اپنے بچے یا اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ تو ان سب کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

اعتکاف:۔ رمضان شریف کے آخیر عشرہ میں جماعت والی مسجد میں اگر جامع مسجد ہو تو بہتر ہے۔ اعتکاف کرنا سنت ہے۔ عورتوں کے واسطے اپنے گھر کی مسجدوں میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔

لیلۃ القدر۔ جمہور علماء کے علماء کے قول کے مطابق لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں رات کو ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو پہلے آسمان پر نازل فرمایا۔ اور وہاں بیت العزۃ میں رکھا۔ اس رات کی نیکی ہزار مہینے کی ایسی راتوں سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیلۃ القدر کو ڈھونڈنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے اس کو رمضان کے آخیر عشرہ میں بعض کے نزدیک ساری طاق راتوں میں ڈھونڈنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ وہ رات رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اگرچہ مشہور یہی ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اور کبھی پیچھے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی ساری راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے کبھی وہ پہلے ہوتی ہے۔ اور عبادت کریں۔ اسی کی تعیین بیان نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ اس رات کی حرص سے رمضان کی ساری راتوں کو جاگیں۔ اور عبادت کریں۔ اسی حکمت سے اللہ نے جمعہ کے دن اجابت کی گھڑی کو ساری گھڑیوں میں اور اپنے ولی کو سارے لوگوں میں اور اپنی خوشنودی کو نیکیوں میں اور ناراضگی کو بدیوں میں مخفی کر دیا ہے۔ کہ جمعہ کے روز صبح سے لے کر شام تک عبادت کریں۔ اور ولی کی

خاطر سب مسلمانوں کو راضی اور خوش رکھیں۔ اور ان کی خدمت کریں۔ اگرچہ بظاہر کتنا ہی چھوٹا ہو۔ اور ہر بدی سے بچیں۔ اگرچہ وہ بھی چھوٹی ہو۔ تاکہ اللہ ناراض نہ ہو۔

لیلۃ القدر کی رات کو ملائکہ کا نزول ہوتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ان میں ہوتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو سلام کہتے ہیں۔ اور ان کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس رات میں بڑی عبادت کرتے تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ اس رات میں گناہوں سے توبہ استغفار کرنی چاہیئے۔

قیام رمضان۔ رمضان کی راتوں میں عشاء کی نماز کے بعد وتروں سے پہلے بیس رکعت قیام رمضان کی نیت سے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ان بیس رکعتوں کو دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے۔ ہر چہار رکعت کے بعد اس قدر بیٹھیں کہ جتنی دیر میں چار رکعت پڑھی ہیں۔ اور تسبیح یا درود شریف پڑھیں۔ اور کوئی ذکر وغیرہ کریں۔ ان بیس رکعت نماز کو نماز تراویح کہتے ہیں۔ اور یہ نماز سنت موکدہ ہے۔ اور اس کا جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ یعنی بعض کے جماعت سے پڑھنے سے جماعت کی سنت سب سے ادا ہو جائیگی۔ اور اگر سارے شہر میں کسی نے بھی اس کو جماعت سے ادا نہیں کیا تو سارے گنہگار ہوں گے۔ اور اس میں قرآن کا ختم کرنا سارے مہینے میں سنت ہے۔ اور ہر رکعت میں بقدر دس آیات یا اس کے قریب قریب پڑھے۔ اگر تراویح میں قرآن کا سننا لوگوں پر دشوار ہو تو۔ امام کو چاہیئے۔ کہ وہ مناسب قرأت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھائے۔ نماز تراویح کو ترتیل اور تعدیل ارکان سے ادا کرنا چاہیئے۔

صدقہ فطر کے مسائل۔ رمضان کے بعد جو عید آتی ہے۔ اس کو عید الفطر کہتے ہیں۔ اور فطر کا معنی روزہ نہ رکھنے یا روزہ کھولنے کے ہیں۔ اس دن مسلمان فریضۂ رمضان سے سبکدوش ہونے کی خوشی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا انعام پاتے ہیں۔ اس دن ان آزاد مسلمانوں پر جن کے پاس ان کی خانگی ضروریات سے زائد چون تولہ ۲ ماشہ چاندی یا اس کی قیمت ہو۔ صدقہ فطر واجب ہے۔ اور یہ صدقہ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص اس سے پہلے مر گیا۔ اس کے مال میں سے صدقہ فطر نہیں دیا جائیگا۔ اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا۔ اس کی طرف سے ادا کیا جائیگا۔ صدقہ فطر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے۔ لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہے۔ تو ان کے مال میں سے ادا کرے۔ صدقہ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت عید کے دن عیدگاہ کی طرف سے جانے سے پیشتر ہے۔ اور اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر کسی نے عید کے دن سے پہلے رمضان میں صدقہ فطر ادا کیا تو یہ بھی جائز ہے۔ صدقہ فطر میں ہر قسم کا غلہ اور قیمت دینا جائز ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ اگر گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو دے تو فی آدمی پونے دو سیر دینا چاہیئے۔ اور جو یا اس کا آٹا یا ستو دے۔ تو ساڑھے تین سیر دینا چاہیئے۔ اور اگر جو اور گیہوں کے علاوہ اور کوئی غلہ مثلاً چاول۔ باجرہ جوار وغیرہ دے۔ تو پونے دو سیر گیہوں کی قیمت یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت جس قدر وہ غلہ آتا ہے۔ اتنا دینا چاہیئے۔ اور اگر قیمت دیں تو پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت دینی چاہیئے۔ صدقہ فطر انہیں لوگوں کو دینا چاہیئے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ دینی

درسگاہوں کے غریب طلبا اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان کو خاص طور پر دیں۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ان کو دینی تعلیم کے حاصل کرنے پر مدد ملتی ہے۔

عید کی نماز:۔ عید الفطر کے روز صبح سویرے اٹھنا۔ کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز کھانا۔ اہل و عیال کو اچھا کھانا کھلانا حسب مقدور صدقہ خیرات کرنا۔ نیا اور اجلا لباس پہننا اور غسل کرنا۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا۔ بالوں میں تیل لگانا۔ کنگھی کرنا۔ خوشبو لگانا۔ مسواک کرنا۔ بزرگوں کی اور عالموں کی زیارت کرنا۔ احباب اور دوستوں سے ملنا۔ عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا۔ ایک راستہ سے جانا اور پھر دوسرے راستہ سے آنا۔ عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نہ پڑھنا۔ اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نہ پڑھنا۔ عید الضحیٰ میں زور سے تکبیر کہتے ہوئے جانا۔ یہ باتیں سنت یا مستحب ہیں۔

حمدِ باری

زمین و زماں عرش و کرسی کے والی۔ ۔۔۔ کرے کس زباں سے ثنا کوئی تیری
ملائک ہمہ وقت مصروفِ تسبیح ۔۔۔ نبیوں کے لب پر تیری حمد جاری
ہیں تیرے لئے ہی شجر سر بسجدہ ۔۔۔ زمیں بوس ہر ایک پھولوں کی ڈالی
ہواؤں میں ہے ذکر و اذکار تیرا ۔۔۔ ثنا خواں تیرے سب ہی مرغان و ماہی
تیری ہی تڑپ ہے پپیہے کے دل میں ۔۔۔ زبانِ عنادل پہ گفتار تیری
سمک سے سما تک تیری بادشاہت ۔۔۔ ورانوا لوری ہیں تیری حکمرانی
جہاں کی ہر اک شے پہ رنگِ فنا ہے۔ ۔۔۔ تیری ذات باقی تیری ذات باقی
ترا ذکر لب پر تیری یاد دل میں ۔۔۔ گزر جائے یونہی مری زندگانی
یہ سوز اپنے درد محبت کا غم کو ۔۔۔ دیا جن کے صدقے میں تو نے الٰہی
تیرا فضل ان پر سوا مانگتے ہیں۔

احقر کلیم جماعتی مجددی
۸ر فروری ۱۹۵۹ء

بیادِ نشتر علیہ الرحمۃ

رشحاتِ فکر رئیس امروہوی

جو یکتا تھا صداقت کا وہ جوہر یاد آتا ہے۔
قیادت کا جو پیکر تھا، وہ رہبر یاد آتا ہے۔
خوشا کربِ دروں تسکین جاں کی آرزو کیسی
دلِ زخمی تڑپتا ہے۔ تو نشتر یاد آتا ہے۔

(بشکریہ جنگ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج سرکار دو عالم علیہ السّلام

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (بنی اسرائیل)

بدیں پیشتر کہ ہم واقعہ معراج کا مختصر حال ناظرین رسالہ کی خدمت عرض کریں۔ ہم اولاً یہ گزارش کرنا ضروری اور لازمی خیال کرتے ہیں۔ کہ پہلے یہ ذکر کریں۔ کہ یہ سنت الٰہی ہے۔ اور یہ عادت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آفرینش عالم سے رہے۔ مقبول محبوب اولو العزم پیغمبروں مدارج معراج سے نوازتا ہی رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سب کو ان کے ان مدارج کے مطابق جو ان کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے عطا کئے ہوئے تھے۔ ان کو معراج کے درجات سے نوازا اور سرفراز فرمایا۔ یہ رب تعالیٰ کا فضل و کرم جناب حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی مقبول اور محبوب اولاد پر تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دو۔ صاحبزادے سیدنا اسحاق و سید اسماعیل علیہما السّلام تھے۔ حضرت اسحاق اور ان کی اولاد جو بعد بنی اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام تھا) کہلائی وہ (ملک شام میں آباد ہوئی اور یروشلیم کو دار السلطنت بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے معجزات اور معراج کا قرآن پاک میں جو کہ اکثر ذکر آیا ہے۔ اس لئے ہم ان کے معراج اور دیگر واقعات و حالات سے سرکار دو عالم سید الانبیاء خاتم النبیین امام الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ روحی فداہ علیہم السّلام کا موازنہ و بیان کریں گے۔ مگر معاف اللہ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرمادے کہ ہم کو اس تحریر سے کسی کی قصر شان کرنا مقصود ہے۔ بلکہ ایک شان محبوبیت سرکار دو عالم علیہ السّلام کا ہی بیان کرنا مقصود ہے اور یا در ہے کہ جو چیز مانگنے۔ پڑی ہو اسکے عطا کرنے والے کا رحم و کرم پر انحصار ہوتا ہے۔ اور جو چیز عطا کرنے والا بلا طلب عطا کردے۔ اس سے جس کوئی درجہ کوئی دولت کوئی سرفرازی عطا ہو۔ اس سے یہ خیال یقینی ہے۔ کہ عطا کرنے والا معطی جس کو عطا کرتا ہے۔ اسمیں تمام وہ صفات اور خوبیاں سمجھتا ہے جو ہونی چاہییں۔ اور بلحاظ قابلیت اور اطمانیت قلبی اور معیت ربّی پر اس کو کامل یقین اور بھروسہ ہوتا ہے۔ اس احوال کو دل میں بیٹھا کر سرکار دو عالم افضل الانبیاء المرسلین علیہ السلام کی اول چند ایک تفصیل عرض کرتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی۔ ربّ اشرح لی صدری ویسر لی امری۔ واحلل عقدۃً من لسانی یہ التجا کی گئی۔ یہ دعا کی گئی مگر شان محبوبیت سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ سبحان اللہ العظمۃ۔ سورہ الم نشرح میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک و رفعنا لک ذکرک۔ ادھر ایک التجا کی جاتی ہے۔ ادھر شان حبیب اکرم ان کو بتایا جاتا ہے کہ ہم تو آپ کا شرح صدر ... کر [illegible]

ہوا ہے اور تمہارا ذکر بہت بلند کیا ہوا ہے۔

دوسری جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے۔ کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو تبلیغ اسلام کرو۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں جانے سے خائف ہوکر عرض کرتے ہیں۔ کہ میری ہمراہ میرے بھائی ہارون کو روانہ کردو مجھ سے زیادہ فصیح ہیں۔ ( ) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تخف۔

مگر جب سرکار دو عالم علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہوا۔ اور غارِ ثور میں پناہ لی تھی۔ تو غار کے باہر مشرکین تلاش میں آگئے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی قدر خوف یا سراسیمگی ظاہر کی۔ تو حضور تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ اے میرے ہمراہی میرے ساتھی۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔ اے میرے ہمراہی حزن غم و فکر نہ کریں۔ کہ ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے۔ یہ ہے اطمینان کمال بمعیت رب تعالیٰ کمال جو کسی نبی کو کسی مرسل کو نصیب نہ ہوئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کو دیکھنے کی التجا کی۔ رب ارنی انظر الیک۔ جواب ملا۔ لن ترانی۔ ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکاء و خر موسیٰ صعقاً۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب میرے مجھے دکھا دے۔ کہ میں تجھ کو دیکھوں۔ جواب ملا۔ جواب ملا کہ آپ مجھکو نہیں دیکھ سکو گے۔ لیکن پہاڑ کیطرف دیکھو۔ اور اگر تم اپنی جگہ پر قائم رہو گے تو البتہ تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ (ازان بعد) پس جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کیطرف تجلی ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ شعر

پڑے ہوتے تھے ہزاروں پردے کلیم دیکھا تو پھر بھی غش میں تھے۔
میں ان کی آنکھوں کے جاؤں صدقے جنہوں نے یوں صحاب دیکھا۔

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک جلوہ صفات :: تو عین ذات مے نگری در تبسمی

اور سرکار دو عالم کیوں رب العزت باعث تخلیق۔ شافع روز جزا سید سر دو سرا۔ محبوب و حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کس شان و شوکت سے کرایا گیا۔ وہ بے مثال اور بے نظیر ہے۔ (الف) اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی محبوبیت کی شان سے روز ازل سے نوازا۔ آپ کو تمام کائنات سے اول پیدا فرماکر تمام کائنات تمام انبیاء۔ اصفیاء۔ اولیاء۔ اتقیا۔ مومنین کا قریش سب کے لئے آپ کو نہ صرف رسول مقرر کر کے مبعوث فرمایا۔ بلکہ تمام انبیاء اور مرسلین سرکار دو عالم کی اطاعت اور اتباع کا وعدہ لیا۔ اور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ کو تمام مخلوق بنی آدم کے ایمان کا روز قیامت کا شاہد بنا دیا۔ ذرہ ان کے معراج کی کیفیت۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حبیب کو کن پیارے الفاظ سے فرماتے ہیں۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا۔ انہ ھو السمیع البصیر۔ ترجمہ:۔ پاکی ہے اسی ذات پاک کو جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا۔ جس کے گردے کو ہم نے برکت دی۔ تو کہ دکھا دیں ہم اسکو اپنی نشانیوں سے تحقیق

وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

ان پیارے الفاظ میں اللہ تعالےٰ جل شانہ اپنے پاکی ارشاد فرمانے کے بعد جو لقب اور پیارا لقب سرکار دوعالم کو عطا کیا۔ وہ تمام دنیا کے مصلحان ۔ رسولوں ۔ انبیاء ۔ صالحین میں سے کسی کو نہ فرمایا ۔ پاک رب تعالےٰ اپنے بندے کو (یعنی سرکار دوعالم محبوب کبریا) کو رات کو لے گیا ۔ کہاں لے گیا ۔ اس پاک ملک میں پاک مسجد میں جس کی تولیت بنی اسحاق کی اولاد بنی اسرائیل کو عطا کی ہوئی تھی ۔ اب واقعہ معراج تھوڑا سا عرض کرنے کے بعد باقی حصہ عرض کیا جاویگا ۔ واقعہ معراج

ہم مختصر اہل سنت والجماعت کا معراج شریف کے متعلق جو مذہب اور ایمان ہے ۔ وہ سب تحریر کرنا چاہتے ہیں۔
(۱) سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ کعبہ شریف میں ۔ یا اُم ہانی کے گھر پر استراحت فرما تھے ۔ رات خانہ کعبہ کی چھت شق ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضور کو اپنے نازک پروں سے سرکار کے پاؤں کو ملا حضور بیدار ہوئے ۔ تو عند الدریافت حضرت جبرئیل نے عرض کیا ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بلایا ہے ۔ برق رفتار براق حاضر ہے ۔ آپ اس پر سوار ہو کر اول مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جائیں ۔ چنانچہ آپ مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے ۔ تمام انبیاء علیہ السلام وہاں جمع تھے ۔ حضور نے اُن کی امامت کی ۔ نماز پڑھائی ۔ اور پھر حضرت جبرئیل کے ہمراہ آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی ۔ اول آسمان ۔ دوئم آسمان ، سوئم چہارم پنجم ، ششم ، ہفتم ، الغرض تمام آسمانوں سے اوپر صدا تھی ۔ اور سدرۃ المنتہیٰ تک گئے ۔ اور حضرت جبرئیل تو وہاں رہ گئے ۔ کیونکہ وہاں پہنچ کر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی سے

اگر یک قدم من فرو تر روم ۔۔۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

آگے لامکان اور انوار و تجلیات رب تعالےٰ کا مقام ۔ وہاں آپ ہی ۔ اس مقام پر تشریف لے گئے ۔ اور اللہ تعالےٰ جل شانہ سے راز و نیاز طالب مطلوب ۔ محب و محبوب میں جو اسرار اور انوار و تجلیات کے سرکار دوعالم علیہ السلام پر ہوئے اُن کا ذکر سورۃ نجم میں مذکور ہے ۔ وہ آیات درج کر کے اُن کا ترجمہ اور کس قدر تفسیر عرض کرتا ہوں۔
معراج جسد اور روح کے ساتھ بیداری میں ہوا ۔ اس پر جملہ اہل اسلام کا اتفاق اور راسخ عقیدہ ہے ۔ سورۃ نجم میں اللہ تعالےٰ جل شانہ کے حضور میں سرکار دوعالم کے خاص مدارج و نسبت اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۔ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۔

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب گرے ۔ تمہارا رفیق یعنی محمد مصطفےٰ علیہ السلام نہیں بھٹکا اور نہ بہکا ۔ نہ ہی وہ اپنے خواہش

نفس سے بات کرتا ہے۔ یہ (قرآن پاک) تو وہی ہے جو اسکو بھیجی جاتی ہے۔ اسکو سکھایا ہے۔ بڑی طاقتور زور آور نے یعنی (جبریل علیہ السلام) پس وہ فرشتہ پورا نظر آیا۔ ایسے حال میں کہ وہ آسمان کے اونچے کنارے میں تھا۔ پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا۔ پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کے برابر یا اس سے زیادہ قریب پھر اللہ نے وحی بھیجی۔ اپنے بندے کی طرف جو کچھ بھی بھیجی انہیں جھٹ بلایا۔ پیغمبر کے دل نے اس معاملہ میں جو کچھ کہ دیکھا۔ تو کیا تم پیغمبر سے اس بات میں جھگڑتے ہو۔ کہ جو اس نے دیکھا بیشک اس نے دیکھا تھا۔ ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے نزدیک جنت آرام گاہ ہے۔ جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو کچھ بھی چھا رہا تھا۔ نہ پیغمبر کی نظر بہکی نہ حد سے بڑھی۔ بے شک اُسے دیکھیں اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں۔

معراج شریف کی رات کو فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم علیہ السلام کو عرش بریں پر بلا کر راز و نیاز کے جو ارشاد فرمائے وہ اللہ جانے یا اُن کا رسول علیہ السلام جملہ کائنات کے اسوہ سے سرکار کو آگاہ فرمایا۔ ہم غلامان رسول علیہ السلام کو اس میں کرید زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آمنّا وصدقنا کرو۔ اور شان صدیقیت سے حصہ پاؤ۔ اور اگر انکار کرو۔ تو کسی منکر کے عذاب کا حصہ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

ارتحالات

ایک عالم دین کی رحلت

موت العالم موت العالم (حدیث سرور کون ومکاںؐ)

یہ خبر وحشت اثر بڑے درد و کرب سے سنی جائے گی۔ کہ کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ کے مایہ ناز عالم باعمل حضرت مولانا الحکیم سید فتح علی شاہ صاحب حنفی قادری خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ ۱۸ جنوری ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء اس دنیائے آب و گل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ط

شاہ صاحب مرحوم و مغفور بے شمار انسانی اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔ ان کی عمر اس وقت ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ مگر اب بھی اپنے دولت کدہ سے جو شہر سے چار میل تھا۔ بلا روحانی کوفت اور جسمانی تھکن محسوس کئے پیدل آتے جاتے تھے۔ اپنے معمولات ادائگی نماز پنجگانہ درس قرآن مجید اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی باقاعدہ رکھتے تھے۔ آپکے حلقہ ارادت میں ہزاروں افراد شامل ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ آپ کو جنت الفردوس میں مقام ارفع و اعلیٰ عطا فرمائیں۔ اور آپ کے جملہ اعزہ۔ اقربا، متوسلین و معتقدین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم:- (ابو المظفر) حکیم اکمل صدیقی سیالکوٹ چھاؤنی

نہایت ہی دلی اندوہ اور قلق یہ خبر جگر دوز درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ ہمارے ایک نہایت ہی دیرینہ پیر بھائی جو سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت مخلص اور مقبول مرید۔ ذاکر و شاغل۔ ارکان اسلام کے پابند تہجد گزار صاحب حاجی عبد الرحمان صاحب کی طرح قصبہ نوالہ تحصیل ڈسکہ چند دن بیمار رہ کر عالم فانی سے عالم بقا کو انتقال کر گئے مرحوم نہایت ہی نیک دل اور سرکار علی پوری بدل و جان فدائی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ مولا کریم حاجی صاحب کو اپنے فضل و کرم سے خلد بریں میں اپنے جوار رحمت جگہ عطا فرما دے۔ ناظرین رسالہ مرحوم کے دعا خیر فرما دیں۔

شب برات ــــ شب قدر

تمام اہل دنیا جانتے ہیں۔ اور شروع سے ایسا دستور چلا آیا ہے۔ کہ ہر سلطنت اپنے آئندہ سال کے تمام اخراجات کا اندازہ یا تخمینہ لگاتا ہے اور آمدنی کا بھی۔ دراصل یہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے دستور۔ یعنی سنّت الٰہی کی نقل ہے۔ ممالک کی سلطنت پر کیا منحصر ہے۔ صاحبان عقل فہم اپنے اپنے گھروں میں بھی انتظام کی خاطر تمام آمد و خرچ کا انتظام پہلے سے ہی سوچ کر مقرر کر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ مالک ہر دو سرا۔ خالق ارض و سما نے دنیا کے ہر سال کے لئے ایک اندازہ مقرر کرنے کی رات یعنی شب برات مقرر کی ہوئی ہے۔ جو پندرہ تاریخ ماہ شعبان ہے۔ چنانچہ اسی شب قدر یا شب برات کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن پاک اور حدیث شریف میں سرکار دوعالم اس بزرگی والی رات کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور آج کل نام نہاد مسلمان کس طرح ان ارشادات سے روگردانی کر کے اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی اور اس کے محبوب رسول علیہ السّلام کے ارشادات عدم تعمیل سے از خود کو اک نذر کر کے روسیاہی اور تبذیر کے مرتکب ہو کر ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کا درجہ حاصل کر کے خسران مبین اور خسر الدنیا والآخرہ کے سزاوار ہو جاتے ہیں۔ ذرا چشم بصیرت وا کرو۔ اور ارشاد باری تعالےٰ اور سرکار دو عالم علیہ السلام جو ذیل میں ہم آپ کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ ان پر عمل کر کے اور اپنے متعلقین کو ان پر عمل کرا کر سعادتِ دارین سے بہرہ اندوز ہوں۔ سورۃ الدخان میں حکم ہے۔

حٰمٓ۔ والکتاب المبین۔ اِنّا انزلناہُ فِی لیلۃٍ مبارکۃٍ اِنّا کُنّا منذرین۔ ترجمہ:- ح دم حروف مقطعات میں۔ ان کی تفسیریں بہت ہیں۔ لیکن صحیح یہی ہے۔ یعنی ح سے مراد حکم اللہ تعالےٰ ہے۔ اور میم سے مراد ملک رب العالمین ہے۔ یعنی قسم ہے۔ حکم اور ملک اللہ کے کی۔ اور قسم اس روشن کتاب یعنی قرآن (نور) کی۔ کہ محض اپنے کرم سے تحقیق ہم نے بھیجا یا اتارا۔ بزرگی اور مبارک رات کو شب قدر ہے۔ کون سی برکت اس رات بزرگ کے ساتھ برابر ہے۔ کہ اس مبارک رات کو ہم نے مبارک۔ اور نورانی۔ نور ایمان۔ نور عرفان عطا کرنے والی کتاب جس سے دین و دنیا دارین کا نفع حاصل نجات حاصل ہوتی ہے۔ لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر اتارا بتحقیق ہم قرآن پاک کو اس رات مبارک میں اتار کر اہل دنیا کو عذاب آخرت اور نافرمانی ڈرانے والے ہیں۔ ایک جماعت علمائے دین کی یہ ترجمہ شب قدر کا فرماتے ہیں۔ اور ایک جماعت یہ فرماتی ہے۔ کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد شب برات ہے۔ جو پندرھویں شعبان کو ہوتی ہے۔ اس میں برکات یہ ہیں۔ کہ اس میں فرشتے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ اور بارگاہ ایزدی میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انعام و اکرام تقسیم ہوتے ہیں۔ جس پر دوسری آیت شاہد ہے ۔ فیہا یفرق کُلّ اَمرٍ حکیم۔ یعنی اس رات کے بیچ ہر ایک کام جدا کیا جاوے گا۔ جس کی نسبت حکم کیا گیا ہے۔ تمام برس کے لئے تقسیم روزی کا اور موت و پیدائش کا۔ شب برات تمام راتوں سے بزرگ ہے۔ کہ اس امت کو دی گئی ہے۔ حدیث شریف میں حکم ہے۔ کہ اس بکری کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی بخشش ہوتی ہے۔

اور چاہ زمزم کا پانی زیادہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں حکم ہے کہ جو کوئی اس مبارک رات کو سو رکعت نفل ادا کرے۔ حق تعالے سو فرشتے بھیجے جو اس کے ساتھ رہیں۔ تیس اس کو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ تیس اس کو عذاب دوزخ سے بے خطر کرتے ہیں۔ اور تیس اس سے دنیاوی آفتیں دور رکھتے ہیں۔ اور دس مکر شیطان اس سے دور رکھتے ہیں۔ اور اس رات اللہ تعالے نعمت کی روزی بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ دوسری آیت میں حکم ہے۔ امرًا من عندنا۔ انا کنا مرسلین رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم۔ فرماتے ہیں اللہ تعالے۔ اس مبارک رات میں ہماری طرف سے کل نعمتوں کا فیصلہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور تحقیق ہم ہی ایسے حکم صادر کرنے والے بھیجنے والے ہیں۔ یعنی آپ کو (یعنی سرکار دو عالم حضرت محمدؐ علیہ السلام کو) اور آپ (سبحان اللہ) رحمت ہیں تمام مخلوق پر اپنے رب کی طرف سے (بحکم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

در دو عالم بخشش بخشایش است　　　خلق را از بخشش آسائش است

اور حضرت جبریل علیہ السلام کو قرآن شریف کے ساتھ اپنے حبیب سرورِ کائنات پر بھیجنے والے ہیں۔ اور مومنوں پر سلامتی اور سلام کے لئے فرشتوں کو ارسال کرنے والے ہیں۔ تحقیق اللہ بندوں کی سب باتیں سننے والا اور بندوں کی نیتوں اور اعمال و افعال کو جاننے والا ہے۔ اور وہی رب تعالے ہے۔ مالک زمین کا اور آسمان کا اور جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے۔ رات کی بزرگی اور برکت تو اس قدر جو ہم نے اوپر لکھی ہے۔ تمام آئندہ سال رزق۔ تنازعات۔ تصفیئے۔ موت و پیدائش۔ تقسیم انعام و اکرام و روزی کا ہونے والا اور حدیث شریف کا حکم کہ اس رات سو رکعت نماز پڑھو۔ اور حفاظت نگہبانی، جنت کی خوشخبری۔ اور دوزخ سے بے خوفی حاصل کرو۔ شیطانی مکر سے نجات حاصل کرو۔ مگر کتنے مسلمان والدین ہیں۔ جو خود اس مبارک اور بزرگ رات کو ارشاد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں۔ ہائے افسوس ہماری تو اسلامی زندگی اسلامی معاشرہ میں آپ لوگوں کو تباہ کر دیا۔ نہ تمہاری شکل مسلمان کی نہ تمہارے اعمال و افعال اسلامی۔ مگر ہم کیا کرتے ہیں۔ بچوں کو پٹاخے خود خرید کر دیتے ہیں۔ اور وہ خرافات کرتے ہیں۔ جن کا دور کا بھی تعلق یا واسطہ اسلام سے نہیں۔ اور پٹاخہ پر خرچ کرنا۔ سیدھا دیکھنا صاف صاف تبذیر ہے۔ جس کے لئے حکم ولا تبذر تبذیرا۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ تو یہ کرو۔ شیطان کے بھائی نہ بنو اور نہ اولاد کو شیطان کا بھائی بناؤ۔ ارکانِ اسلام کے پابند ہو جاؤ۔ اس مبارک رات کو یک صد رکعت نماز نفل گزارو۔ درود شریف بکثرت پڑھو۔ قرآن شریف کی تلاوت۔ توبہ استغفار کی کثرت۔ اور اللہ کا رحم تاکہ ہمارے شاملِ حال ہو جاوے۔

گذشتہ سے پیوستہ

ازعالیجناب استاذ العلما والفضلاء عمدۃ الاصفیاء والاولیاء اعلیحضرت سراج الملت مولینا و بالفضل اولینا مولوی حافظ حاجی عالم صوفی سید صاحبزادہ محمد حسین صاحب محدث سجادہ نشین علی پوری دامت برکاتہم

چونکہ نجاست کا اثر جو مضر صحت ہے۔ پانی میں بہت جلد اور زیادہ سرائیت کرتا ہے۔ اس وجہ سے قلیل پانی میں خفیف سی نجاست شامل ہوجانے سے اس کو ناپاک سمجھ کر استعمال نہیں کرتے۔ کنوئیں میں اگر کوئی ایسا جانور جس کا بہتا ہوا خون ہو مرکر پھول جانا اور پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوجانے سے اس کا کل پانی نکال ڈالتے ہیں۔ کثیر اور جاری پانی کے اس حصے کو جس میں مزہ رنگ اور بُو کے ذریعہ سے نجاست کا اظہار ہوتا ہے۔ ناپاک سمجھتے ہیں۔ کھانے پینے کی ہر چیز میں اس قسم کا خیال رکھتے ہیں۔ یعنی ایسی ہر چیز کے کھانے سے گریز کرتے ہیں جس کا صحت اخلاق اور روح پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ جملہ اشیاء منشی اور زہریلی گانجہ۔ بھنگ۔ افیون۔ چرس۔ شراب دھتورہ سنکھیا وغیرہ مردار نجاست خوار شکاری درندہ زمین کے اندر رہنے والا جانور۔ کوا چیل۔ سور۔ گدھا۔ ہاتھی۔ خچر۔ نیولا۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ انسان مراہوا اور غیر ذبحہ جانور وغیرہ وغیرہ کا گوشت کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ علاوہ ان کے جملہ اشیاء خوردنی کا شرعی ضرورت سے زیادہ کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ یعنی صرف اس قدر کھانا جو زندگی اور عبادت کرنے کی قوت کو قائم رکھے۔ فرض اور نیم شکم سنت اور شکم سیر کھانا مباح سمجھتے ہیں۔ ہر شخص کا پکا ہوا کھانا بشرطیکہ طہارت کے قواعد کا لحاظ رکھ کر پکایا گیا ہو۔ پاک سمجھتے ہیں۔ ایک پیالہ میں دوسرے کے ساتھ کھاتے ہیں۔ دو کھانے والوں کے درمیان میں اگر تیسرا شخص آجاتا ہے۔ تو اسکو بھی شامل کر لینے میں لطف یہ کہ وہی خوراک تینوں کھانے والوں کو کفایت کر جاتی ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کھانا کھاتے۔ اٹھتے بیٹھتے بلا کسی قومی تخصیص کے فوراً ہر وقت ملاقات ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیتے محبت اور یگانگت کا اظہار کرنے کی غرض سے مصافحہ کرتے مسجد میں برابر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے۔ خوشبودار چیزوں کا استعمال کرنا سنت سمجھتے ہیں۔ جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جسم خراب ہوا کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔

تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ الغرض جملہ موجودات معبود حقیقی کی اپنے اپنے لہجوں میں روح رواں سے تسبیح و عبادت کرتے ہیں۔ چونکہ رب العالمین نے انسان کو ذی شعور بنا کر تمام مخلوقات پر شرف

بخشتا ہے۔ اسوجہ سے بنی آدم کا طریق عبادت جملہ موجودات کے طریق عبادت کا مجموعہ سب سے افضل بنایا ہے۔ ہر مخلوق فرداً فرداً عبادت کرتی ہے۔ لیکن اہلِ اسلام فرداً فرداً بھی اور مجتمع ہوکر بھی عبادت کرتے ہیں۔ جملہ مخلوقات صرف روح رواں سے عبادت کرتی ہے۔ لیکن اہل اسلام جملہ اعضا ہے جسمانی اور ہر رگ و ریشہ اور روح رواں کو عبادت میں مشغول کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے عبادت کرنے کا نام صلوۃ ہے۔ جب اس عبادت کو ادا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جسم لباس اور مکان کو ظاہری نجاستوں اور روح کو باطنی نجاستوں سے پاک صاف کر کے قبلہ کیطرف رخ کرتے ہیں اور بجائے کی شکل میں کھڑے ہوکر منشاء دلی کا اظہار زبان سے کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل اتفاقیہ نہیں ہے جس کی سزا و جزا کا کوئی فاعل مستحق نہیں ہوتا۔ دنیا و مافیہا سے دست بردار ہوکر ہاتھ کانوں پر رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ پھر ہاتھ باندھ کر ثنا اس کی پاکی اور بزرگی کو بیان کر کے گمراہ کرنے والے کے شر سے محفوظ رہنے کی استدعا کرتے ہیں۔ اور اللہ رحمٰن رحیم کا نام لیکر سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف کی دیگر آیات کو جو بخوبی یاد ہوتی ہیں تلاوت کرتے ہیں چونکہ سورہ فاتحہ حمد الٰہی کرنا۔ اور بندہ کو دعا مانگنا سکھلاتی ہے۔ اس وجہ سے اس سورہ کو بالتخصیص پڑھتے ہیں۔ تلاوت کے بعد اللہ تعالےٰ کی بڑائیاں بیان کرتے ہوئے دیگر حیوانات کے مانند سرنگوں ہوکر اسکی عظمت کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کی سماعت کا اقرار اور اس کی تعریف اور بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جسم کے بہترین اعضا سر اور منہ کو نہایت متبذل صورت میں جمادات کے مانند زمین پر رکھ کر اسکی برتری کا بیان کرتے ہیں۔ پھر بیٹھ کر اپنے معبود سے مغفرت رحمت عافیت اور ہدایت کے خواستگار ہوکر عاجزانہ حیثیت سے سر اور منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ اور اس کی برتری کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح دوبارہ نہایت خشوع و خضوع سے موقعہ محل پر قیام رکوع اور سجدہ کرتے ہیں۔ ہر رکن کو اپنے اپنے محل پر بلا تاخیر اور بلا تغیر و تبدل ادا کر کے ثابت کرتے ہیں۔ کہ اسلامی طریقہ کے عابد اپنے معبود کی عبادت کرنے میں مستعد ہیں۔ غافل نہیں۔ کاہل نہیں۔ سست نہیں۔ اگر صرف دو رکعت ادا کرنا مقصود ہوتی ہیں۔ تو سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھ کر کہتے ہیں۔ کہ سب بدنی اور مالی عبادات اللہ کے واسطے ہیں۔ پھر وہ سلامتی کا کلمہ جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے فرمایا۔ اور اس کلمہ میں وہ کلمہ جو سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی امت اور جملہ صالحین کی بابت شامل فرمایا۔ پڑھتے ہیں۔ اور شہادت دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوائے اور کوئی معبود برحق نہیں۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں پھر اپنے ہادی برحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اسی طرح کی رحمت اور برکت نازل ہونے کی جس طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل ہوئی استدعا کرتے ہیں۔ پھر اپنے لئے اور والدین اور جمیع مومنین کی مغفرت کے واسطے صرف ایسی دعا مانگتے ہیں۔ جس کا سوال کرنا صرف معبود حقیقی سے جائز ہے۔ پھر دائیں بائیں کے حاضرین کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ اور نماز ختم کرتے ہیں۔ جو شخص عذر سے کھڑا ہوکر نہیں پڑھ

سکتا وہ بیٹھ کر اور جو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا۔ وہ لیٹ کر ارکان رکوع اور سجود اشارہ سے کرتا ہے۔ چونکہ بلا وقت مقرر کیئے کوئی کام انجام نہیں پاتا۔ اس وجہ سے اس فرض کو ادا کرنے کی غرض سے دن رات میں پانچ مرتبہ بلند آواز سے اذان دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ دنیاوی مشاغل کی کثرت سے بھول گئے ہوں۔ وقت مقررہ کی آمد سے خبردار ہو جاویں۔ اذان میں وہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جو غیر اللہ کی نفی ہادی برحق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کی شہادت اور صلوٰۃ ادا کرنیکی ترغیب دینے کے واسطے موزوں ہیں جن کو سنکر نابالغ مریض مجنوں۔ مسافر اور مستورات کے علاوہ جملہ مسلمان اپنا کاروبار چھوڑ کر ہر روز پانچ مرتبہ اور ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اور عید کے دن عیدگاہ میں سال میں سال میں دو دفعہ اطراف وجوانب کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر سال روئے زمین کے مسلمان زمانہ مخصوص میں خانہ کعبہ کا طواف اور عرفات پر وقوف کرتے ہیں۔ جس کو حج کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر آزاد بالغ تندرست مسلمان اپنی ساری عمر میں حج کرنا ایک مرتبہ فرض سمجھتا ہے۔ مگر اسوقت جب اس کے پاس اہل وعیال کے نفقہ سے اس قدر زائد سرمایہ ہو جو اسکی آمد ورفت کے اخراجات کو کافی ہو۔ نیز یہ ایک راستہ میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ اس طرح پر محلہ شہر اور روئے زمین کے لوگ ایک دوسرے سے مل کر ان کے اخلاق اور خصائل پر عمدہ اثر اور غیر مذاہب کے لوگوں پر اپنی جماعتی قوت کا رعب ڈالتے ہیں۔ ارکان عبادت کے ادا کرتے میں جو لوگ خطا کرتے ہیں۔ ان کی اصلاح اور ضرورت مند اشخاص کی ضرورت سے واقف ہو کر ان کی ضرورت کو رفع کرتے ہیں حیض و نفاس والی عورت مجنوں مریض شیخ فانی نابالغ اور مسافر کے علاوہ ہر شخص خواہ شاہ ہو یا گدا امیر ہو یا غریب ماہ رمضان میں ایک ماہ کامل فرض روزہ رکھنا سمجھتا ہے۔ بغیر افطار کئی دن بھوکے پیاسے رہنے اور روزمرہ روزہ رکھنے سے وہ فوائد جو روزہ رکھنے سے مترتب ہوتے ہیں۔ فوت ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے تمام مسلمان بغیر افطار پے در پے کئی دن اور روزانہ تمام سال کا روزہ رکھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ روزہ دل کو غیر اللہ کے خطرات سے محفوظ رکھتا۔ جملہ خواہشوں اور گناہوں سے باز رکھتا معدہ کو زیادتی غذا کی گرانباری سے نجات دیتا ہاضمہ کو درست رطوبات بلغمیہ کو خشک اور حافظہ کو تیز کرتا ہے جس سے روح کو موزونیت اور جسم کو تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ صائم کو سہل اور خفیف ہلکی غذاؤں کے ذریعہ سے سالانہ معدہ کی اصلاح کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جملہ مسلمان چونکہ زندگی قائم رکھنے کی غرض سے کھانا کھانا فرض سمجھتے ہیں۔ اسوجہ سے فرض عبادت کرنے کے بعد تلاش معاش کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ جو کچھ کماتے ہیں۔ اس میں سے خرچ کرنے کے بعد سال کے اختتام پر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہتا ہے۔ تو اس کا چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی روپیہ سینکڑہ زکوٰۃ دینا فرض سمجھتے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے اپنے قریب سے قریب کے رشتہ داروں ہمسایوں۔ ہموطنوں۔ یتیموں۔ مسافروں اور غیر شہر کے حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے والا مال زکوٰۃ میں سے اپنی زوجہ اور اصل و فرع یعنی ماں باپ لڑکا لڑکی وغیرہ مسلسل

کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اس وجہ سے کہ ان لوگوں کے دینے میں دینے والے کی خود منفعت مشترک ہوتی ہے۔ اہل نصاب کو اس میں سے لینا جائز نہیں سمجھا جاتا۔ اسوجہ سے کہ وہ خود مالدار ہے۔ اور صاحب شریعت بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آل نیز بنی ہاشم یعنی حضرت علی۔ عباس۔ جعفر۔ عقیل۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد اور ان کے آزاد بھائیوں کو بھی اس رقم سے دینا درست نہیں سمجھا جاتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہادی برحق رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اور اپنے اہل بیت کے فائدہ کی غرض سے نہیں۔ بلکہ تمام بنی آدم کی بہبودی کے واسطے زکوٰۃ دینے کی تعلیم فرمائی۔ زکوٰۃ دینے کے علاوہ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کا دستور جو عرب میں مروج ہے۔ اسکی نظیر روئے زمین کی کسی قوم میں نہیں مل سکتی بسنہ ۱۹۰۰ء کے بعد کا واقعہ ہے۔ کہ ایک ہندوستانی حاجی کے پاس سو گنیاں قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ تھیں۔ اس نے ان گنیوں کو اپنی لکڑی کی چھڑی میں جس کو گپتی کہتے ہیں۔ پوشیدہ طور پر رکھ لیں۔ اس گپتی کو لے کر فقیرانہ لباس میں بلا کسی ساز و سامان کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ شام کیوقت ایک نابینا بدوی کے مسکن پر جو اونٹ کے کرایہ پر بسر اوقات کرتا تھا۔ پہونچا۔ کئی دن سے بدوی کے عیال و اطفال کرایہ نہ ملنے کی وجہ سے فاقہ پر فاقہ کر رہے تھے۔ اس فاقہ کشی کے زمانہ میں بدوی نے اپنی بیوی سے کہا کہ مدّت دراز کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک مہمان آیا ہے۔ اور مکان میں بجز اونٹ کوئی دوسری چیز نہیں۔ مناسب ہے کہ اونٹ کو ذبح کر کے مہمان کو کھلا دو۔ بی بی نے کہا کہ اونٹ صرف ہمارا ذریعہ معاش ہے۔ اگر ذبح کر دیا گیا۔ تو مقررشدہ روزینہ مہمان کی نذر ہو جاویگا۔ بال بچے فاقے کرتے کرتے مر جاوینگے۔ بدوی نے کہا کہ مہمان کی خاطر داری کرنا سنت ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرنے سے پس و پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ بی بی نے شوہر کا حکم پا کر اونٹ کو ذبح کیا۔ اور مہمان کو کھلا دیا۔ مہمان صاحب ساری گفتگو سنتے رہے لیکن ٹس سے مس نہ ہوئے۔ کھانے کے وقت مرغوب طبع ہونے کیوجہ سے بے دھڑک ضرورت سے زیادہ کھا گئے۔ پاخانہ پھرنے کی حاجت ہوئی۔ جلدی میں اس گپتی کو جسمیں سونے کی گنیاں بھری ہوئی تھیں۔ میزبان کے قریب اسی جگہ رکھ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں کتے چھیچھڑے کھانے کے واسطے جمع ہو کر بھونکنے لگے۔ بدوی نے کئی مرتبہ ان کو دھتکارا۔ مگر جب ان کا بھونکنا بند نہ ہوا۔ اس نے ادھر ادھر ہاتھ سے ٹٹولا۔ اتفاقاً وہی گپتی جسمیں گنیاں تھیں۔ ہاتھ لگ گئی۔ بدوی نے اس گپتی کو زور سے پھینک کر کتوں کو مارا۔ گپتی ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ تمام گنیاں بکھر کر گر پڑیں۔ لڑکے گنیوں کی آواز سنکر دوڑے اور کتے بھاگ گئے۔ مہمان حاجی نے دور سے سارا واقعہ دیکھا۔ پاخانہ پھرنا بھول گئے۔ میری گنیاں میری گنیاں کہتے آزار اٹھانے لگے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ منزل مقصود پہونچے لڑکے گنیاں لے کر چلے گئے۔ مہمان صاحب بند باندھتے دوڑے۔ میزبان بدوی بینا کی ہوئے جس نے کہا کہ اگر تمہارے پاس سو گنیاں تھیں۔ تو تم نے فقیر کا اونٹ ذبح ہوتا جو ذریعہ معاش تھا۔ کیوں جائز رکھا۔ مہمان صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے۔ کہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے

اور فقرا کا مال ہضم کرنے کی مجہ سزا اور نابینا بدوی کے عیال و اطفال کو رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کرنے کی جزا ملی ہے۔ زکوٰۃ دینا فرض مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا اور اپنے اہل و عیال کے واسطے ایک سال کا وجہ کفاف جمع کرنا مسلمان مستحب خیال کرتے ہیں۔ گویا ایک معتدل طریق پر عمل کرتے ہیں۔ جس کیوجہ سے کل مال خیرات کرکے اپنے اہل و عیال کو مفلس قلاش نہیں بنا دیتے۔ اور ضرورت کے موافق حاجتمند قوم کو اپنے مال سے حصّہ دے کر اس کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ جملہ مسلمان ستر ڈھانکنا اور گرمی سردی کو جو ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔ دفع کرنے کی غرض سے فرض اور اس سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنے اور زینت کی غرض سے لباس پہننا مستحب خیال کرتے ہیں۔ مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی شکل و صورت بنانا حرام سمجھتے ہیں۔ (باقی باقی)

سراج العارفین شمس الملت الحاج حافظ علامہ حضرت پیر سید نا نور حسین شاہ صاحب جماعتی نقشبندی علی پوری مدظلہ العالی

سراپا نور

سورۃ النور ہے یا ہے یہ چہرہ نور کا — مظہر نور خدا ہے۔ یہ سراپا نور کا
کفر اور الحاد کی ظلمت ہے اس سے دُور دُور — جلوہ گر ہے قلب مومن میں ہی جلوہ نور کا
آلِ اطہر دلبر آلِ عبا ہیں نور آ — حلیۂ اجداد کا مظہر ہے حلیہ نور کا
ہوگیا وہ بے نیاز ہر دو عالم ہوگیا — ہوگیا جو اپنے دل سے آج شیدا نور کا۔
اس کی نظروں میں سماتے ہی نہیں حور و قصور — جس کی نظروں میں سما جائے یہ جلوہ نور کا
ہر ادا سے اسکی کیوں ظاہر نہوں انوارِ حق۔ — جس کسی پر پڑ گیا پر تو ذرا سا نور کا
ہوگیا راز فنافی اللہ افشا ہوگیا — ذکر سے ہُو حق کے ہے لبریز نغمہ نور کا
مظہرِ نور خدا نور رسول اللہ ہیں۔ — ہے مجسّم نور ہی تو دیہ سراپا نور کا
منبع انوارِ حق ہے مصحفِ رُوئے مُبیں — ہر عمل ہے۔ تابع الہام خاصا نور کا
عرش اعظم سے بھی کچھ آگے ہے حضرت کا گذر — دیکھنا یہ کس قدر اعلیٰ ہے۔ رتبہ نور کا
نامہ اعمال میرا ہے۔ الف تا یا سیہ — بخشدے بندہ ہوں تیرا، نام لیوا نور کا

نور کی مدحت کے صدقے ہیں اے ہمدم دیکھنا
شعر ہے۔ فیاض کا یا ہے۔ یہ تحفہ نور کا

گذارندہ

خادم دیرینہ مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی فیاض

مددگار ناظم زراعت وظیفہ یاب حیدرآباد دکن انڈیا جماعت منزل

مقامات خواجہ خواجگان مشکل کشا بلا گردان خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(مسلسل) از حضرت خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب مد ظلہ العالی

(۱) ایک عزیز غلام نے حکایت کی ہے۔ کہ ایک مجھے سرکار بخارا کی خدمت عالی میں حاضری اور قدمبوسی کی سرگرم خواہش اور ارزو پیدا ہوئی۔ اور میں حضور کی خدمت عالی میں دواں دواں جلد حاضر ہوا۔ اور حضورؒ کے بالکل قریب بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ سے دور بیٹھو۔ کہ یہ وقت ہمارے نزدیک بیٹھنے کا نہیں ہے۔ اور اسوقت جس قدر تم ہمارے نزدیک بیٹھو گے اسی قدر آپ پر نازل ہوں گی۔ اور اس عزیز نے بیان کیا ہے۔ کہ جب میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منزل مقدس سے باہر آیا۔ ظالم چوروں نے مجھے پکڑ لیا۔ اور مجھ سے ایک ہزار دینار طلب کیا۔ اور بے حد خوف اور رعب مجھ پر ڈالا۔ بہت سی اور کوشش کی۔ اور بڑی مشکل سے ان سے رہائی حاصل کی۔ اور حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ پیارا اور نورانی ارشاد مجھے یاد آگیا۔ جو اس حقیقت پر ہے۔ جو میں نے کئی درویشوں سے سنا ہوا تھا۔ جو وہ از ارشادات حضور خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضور خواجہ صاحب ارشاد کرتے تھے۔ کہ عنایات الٰہی کے جذبات ہمارے حق بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر ان بزرگوار طائفہ کی صحبت سے ہم کو بفضل ایزدی توفیق عطا ہوتی ہے۔ اور کبھی دور ہی ہونا چاہیئے۔ اور اس بزرگوار جماعت صرف ان ہی خوش نصیب مردماں کو بہرہ حاصل ہو سکتا۔ جو ان بزرگوار دل اوقات اور احوال کی شناخت کر لیتے ہیں۔ ان بزرگواروں کی صحبت میں کبھی عطا حاصل کبھی بلا نازل:-

(۲) ایک درویش نے حکایت بیان کی ہے۔ حضور خواجہ صاحب نے قصر عارفاں میں مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ ہمارے گھر میں ساٹھ من گندم ہے۔ اسکو شہر بخارا میں لے جانا چاہیئے۔ میں نے اس گندم سے دو من گندم نکال ایک موضع میں رکھ دی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد حضور خواجہ صاحب تشریف لائے اور شیخ امیر حسین کو فرمایا کہ اس گندم کو بوریوں میں ڈالے۔ شیخ امیر حسین اس حکم کی تعمیل میں مشغول ہوا۔ اور اس نے دریافت کیا کہ یہ گندم کتنے من ہے میں نے کہا کہ ساٹھ من ہے۔ مگر یہ سنکر حضور خواجہ صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے نور باطن اعلیٰ درجہ کا عطا کیا ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ گندم ساٹھ من ہوئی۔ یہ بات فرما کر اپنی دولت کدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور شیخ امیر حسین گندم بوریوں میں ڈالنے لگا۔ تو اس درویش نے خیال کیا۔ کہ خواجہ صاحب کو ان کے نور باطن سے میری اس غلط کاری پر اطلاع ہو گئی ہے۔ اور میں چپکے سے گیا اور دو من گندم لاکر ڈال دی۔ اتنی دیر حضور خواجہ صاحب واپس تشریف لائے اور شیخ امیر حسین کو فرمایا کہ یہ گندم جو ہے یہ لاد کر شہر بخارا کو لے جاؤ۔ اور اسوقت خواجہ صاحب نے شیخ امیر حسین کو فرمایا کہ گندم ساٹھ من ہے۔ تو حضور سے شیخ امیر حسین تعجب اور حیرانی سے عرض کیا۔ کہ اس وقت حضور نے فرمایا تھا کہ ساٹھ من جنس ہے۔ اور اب ارشاد کرتے کہ ساٹھ من ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ اسوقت ساٹھ من گندم نہ تھی۔ اور اب ساٹھ من ہے سبحان اللہ درویش کی خطا کی پردہ پوشی بھی کی اور اپنی کرامت بھی ظاہر کر دیا۔

اخبار

(۱) آستانہ عالیہ علی پور شریف ہر طرح خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ کہ عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی بخیر و عافیت دکن کے سفر سے مراجعت فرمائے آستانہ عالیہ ہو گئے ہیں۔ اب یاران طریقت کے اصرار پر گجرات اور سرگودہا تشریف لے گئے ہیں۔

(۲) عالیجناب فیض مآب اعلیٰ حضرت سراج الملت پیر حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری دامت برکاتہم سجادہ نشین آستانہ علی پور شریف ضلع جہلم سے دورہ فرمانے کے بعد براستہ لائل پور اسی ماہ کے آخر میں ملتان تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور ۷، ۸ مارچ کو عالیجناب حضرت شیخ ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب علیہ الرحمۃ کی سالانہ برسی میں شمولیت فرمانے کے لئے کنجاہ تشریف لے جائیں گے۔

(۳) صاحبزادگان عالی مقام حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین۔ پیر سید انور حسین۔ پیر بشیر حسین اور پیر سید حیدر حسین صاحبان آستانہ عالیہ میں رونق افروز ہیں۔ باران رحمت اور ژالہ باری سے موسم ربیع کی فصلوں کو کسی قدر نقصان پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے۔ اور مزید نقصان سے محفوظ و مصئون فرمائے۔

اعلان: متوسلان و یاران طریقت کی خدمت میں اطلاعاً عرض کیا جاتا ہے۔ کہ محترمی مخدومی صاحب حاج الحرمین الشریفین مولانا ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ کنجاہی کا سالانہ ختم شریف بتاریخ ۷-۸ مارچ ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ اور اتوار بمقام کنجاہ ضلع گجرات میں ہوگا۔ اور نہایت کرم نوازی اور نوازش سے اعلیٰ حضرت سراج الملت جناب حاجی الحرمین الشریفین صدر الافاضل حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب ادام اللہ برکاتہم علی رؤس المسترشدین سجادہ نشین دربار آستانہ عالیہ علی پور شریف نے شریف ارزانی فرما کر اپنے نفوس قدسیہ اور نورانی ارشادات و روحانی باطن سے مستفیض فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جملہ یاران طریقت جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ اسی مبارک اور مقدس جلسہ ختم شریف میں شامل ہو کر فیوضات نورانی اور ربانی سعادت دارین حاصل کریں۔

اعلان: یاران طریقت کی خدمت بابرکت میں بصد ادب مستدعی ہوں۔ کہ وہ اپنی جماعتی تنظیم میں خلوص و انہماک پیدا کریں۔ اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے اسی قائم کردہ ماہ نامے کی سرپرستی فرماتے رہیں۔ ہرگز گریز نہ فرمائیں۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست

خادم امیر ملت۔ اکمل صدیقی

حلقہ ذکر: پشاور کوہاٹ۔ کیمبل پور۔ سیالکوٹ چھاؤنی۔ ملتان۔ کراچی۔ قصور میں۔ غلامان سرکار علی پوری کی ساعی سے ہر ہفتہ یاران طریقت کا اجتماع برائے حلقہ ذکر اور ختم خواجگان ہوتا ہے۔ دیگر شہروں اور مقامات کے یاران طریقت سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی فیصلہ عالم کے ارشاد کے مطابق کم از کم ایک بار مجالس ذکر و ختم شریف منعقد کرانے کی سعادت حاصل کریں۔